از جناب محمد اکبر شاہ بخاری

ہمارے اسلاف

مولانا شاہ وصی اللہ الہ آبادی

پاک و ہند میں شاید کوئی ایسا خطہ اور گوشہ ہوگا جہاں مجدد اعظم حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا علمی اور روحانی فیض نہ پہنچا ہو جس طرح حضرت کی ہزاروں کتابیں مختلف علوم میں علمی فیض پہنچا رہی ہیں۔ اسی طرح اطراف ملک میں بہت سے خلفاء اور تربیت یافتہ حضرات فیض روحانی پہنچانے میں مصروف ہیں ان سے واسطہ در واسطہ فیض پہنچانے کا سلسلہ تو اس قدر وسیع ہے کہ جس کا شمار ہی مشکل ہے۔ حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ کے ان ہی بلاواسطہ تربیت یافتہ حضرات میں سے مولانا شاہ وصی اللہ الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ جو اپنے وقت کے ایک جیّد ترین عالم اور عارف کامل تھے۔

آپ فتح پور ہسوا کے ایک گاؤں میں ۱۳۱۴ھ میں پیدا ہوئے دس بارہ برس کی عمر میں آپ نے قرآن مجید حفظ کر لیا۔ گھر پر عربی اور فارسی کی ابتدائی کتب پڑھنے کے بعد ۱۳۲۸ھ میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے۔ اور ۱۳۳۵ھ میں سند فراغت حاصل کی۔ امام العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور مناظر اسلام مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ آپ کے اساتذہ گرامی تھے۔ دوران تعلیم ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اصلاح اعمال کی فکر اور ذوق عبادت عطا فرمائی تھی۔ اجتماعات سے الگ تھلگ رہنے کے عادی تھے خوش نصیبی سے طالب علمی کے زمانے ہی میں آپ کو حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضری اور تربیت باطنی کا شرف حاصل ہو گیا۔ اور نصاب تعلیم کو پورا کر کے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون ہی کے ہو رہے۔ آپ کی فطری قابلیت کو اللہ تعالیٰ نے حضرت حکیم الامت کے خلفاء مجازین میں شامل ہو گئے۔

حضرت حکیم الامت کی وفات کے بعد آپ کی ذات طالبین کا مرجع بن گئی۔ فتح پور کے زمانہ قیام میں قرب وجوار کے اضلاع کے علاوہ دوسرے علاقوں کے لوگ آپ تک پہنچتے رہتے اس کے بعد آپ گورکھپور تشریف لے آئے۔ اور گورکھپور ایک دینی اور روحانی مرکز بن گیا پھر آپ نے یہاں سے الٰہ آباد ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ جہاں آپ کی مقبولیت کا اس پیمانہ پر ظہور ہوا جو کبھی کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خواص اولیاء اللہ کے لئے ہوتا ہے۔

مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین کو تلاوت کلام پاک کے لئے سختی سے تاکید کرتے اور نفاق جیسے

روحانی خبث سے بچنے کی ہمیشہ تلقین فرماتے ۔ اپنا محاسبہ کرنا ہر مرید پر لازم تھا۔ آپ کے انداز تربیت میں حضرت حکیم الامت قدس سرہ کے اسلوب اصلاح کی جھلک پائی جاتی تھی جو اپنی اصلاح کے لئے آتا اس پر خود بھی کڑی نظر رکھتے ۔ اور محاسبہ نفس کی تاکید فرماتے ۔ مخاطبین میں و علماء بیرسٹر، جج اور اعلیٰ حکام سے لے کر رمضانی اور رحمن سب موجود ہوتے مگر ہر شخص کا محاسبہ اس طرح کیا جاتا تھا جو اس شخص کے خاص نفسیاتی حالات کے لحاظ سے مفید ہو۔ فرمایا کرتے تھے کہ یہ نہ سمجھنا کہ میں صرف ڈانٹتا ہی ہوں بلکہ ضرورت کی بناء پر خلوص کے ساتھ اس کو اختیار کرتا ہوں ورنہ اگر خلوص نہ ہوتا تو کیوں کہتا اور یہ سب کیوں خاموش رہتے ۔ صبح کی مجلس خاص میں منتہی طلبا اور علماء شریک ہوتے اور بعد نماز ظہر کی مجلس میں عام لوگوں کی شرکت کی اجازت ہوتی۔ متوسلین و مریدین کی اصلاح کی خاطر وصیۃ السالکین، وصیۃ الاخلاص وصیۃ الاخلاق۔ توقیر العلماء جیسی معرکتہ الآراء کتابیں تصنیف فرمائیں۔ جو بہت مفید ثابت ہوئیں۔

آپ کا شمار حضرت حکیم الامت قدس سرہ کے ممتاز خلفاء میں ہوتا ہے۔ حضرت حکیم الامت کی آپ پر خاص عنایات تھیں۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۳۴۶ھ کی پہلی حاضری تھانہ بھون میں روزانہ مجلس خاص و عام میں شرکت ہوتی تھی۔ ایک روز مجلس میں حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ نے مولانا وصی اللہ صاحب کا تذکرہ ایک خاص محبت و عنایت اور تحسین کے انداز میں فرمایا اور مجھ سے دریافت کیا کہ کیا آپ ان کو جانتے ہیں۔ تھانہ بھون کے اس قیام نے میرے قلب میں اپنے ہم سبق شاہ وصی اللہ کی سبقت کو قابل رشک اور اپنی تاخیر کو قابل حسرت و افسوس بنا دیا تھا۔ اس سوال پر بے ساختہ حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ کے سامنے یہ شعر نکل گیا کہ ؎

ما و مجنوں ہم سبق بودیم در دیوانِ عشق

او بصحرا رفت و ما در کوچہا رسوا شدیم

اس پر حضرت حکیم الامت نے ایک خاص لطف کے انداز میں ایک جملہ ارشاد فرمایا کہ:

"ہاں یہاں بھی یہی دستور ہے کہ کسی کو صحرا دیا جاتا ہے اور کسی کو شہر دیا جاتا ہے۔ ہر ایک کو جو کچھ عطا ہوا ہے اس پر راضی رہنا چاہئے"۔ بات آئی گئی ہو گئی لیکن اپنے اس صحرا نورد ہم سبق دوست کے کمالات کی عظمت ہمیشہ دل میں رہی اس وقت میں یہ سمجھا کرتا تھا کہ حضرت حکیم الامت کے خلفاء میں ایک خاصی تعداد ایسے حضرات کی ہے جو اپنی جگہ آفتاب و ماہتاب ہیں مگر ان کی روشنی اس آفتاب عالم تاب کے سامنے ظاہر نہیں ہوتی۔ ان میں خصوصیت سے شاہ وصی اللہ صاحب اور حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحبؒ بانی جامعہ اشرفیہ لاہور پر نظر جاتی تھی۔ اور حضرت قدس سرہ کی وفات کے بعد ان آنکھوں نے اس کا مشاہدہ کر لیا کہ ان دونوں بزرگوں کی مجلس ایک کیمیا کی تاثیر رکھتی تھی (بزم اشرف کے چراغ) حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی مدظلہ فرماتے ہیں کہ آپ دار العلوم

دیوبند کے ممتاز علماء اور شیوخ میں سے ہیں۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے اجل خلفاء میں سے ہیں۔ آپ کا طرزِ اصلاح اور تہذیبِ نفس ہو بہو حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی طرح ہے۔ پہلے ضلع اعظم گڑھ میں پھر شہر گورکھپور میں اور اس وقت الٰہ آباد شہر میں آپ نے اپنی خانقاہ قائم فرمائی۔ بڑے بڑے ذی علم اور صاحب جاہ و ثروت حضرات کی اصلاح آپ کے ذریعہ سے ہوئی۔ ہزاروں بندگانِ خدا کو روحانی فیض پہنچا۔ اور یہ خطہ آپ کے وجود باجود سے روحانیت سے بہرہ اندوز ہوا ہے۔ اور ان شاء اللہ آپ کا فیض قیامت تک جاری رہے گا۔"

(تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۷۳)

بہرحال زندگی کے آخری سالوں میں مختلف امراض کے سبب بمبئی میں آپ کا قیام ہونے لگا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس قیام بمبئی کو اہل بمبئی کے لئے رشد و ہدایت اور رحمت کا وسیلہ بنا دیا۔ شاید ہی اللہ کے کسی اور بندے سے اہل بمبئی کو اس قدر وسیع پیمانے پر اتنا عمیق دینی فائدہ پہنچا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بمبئی کے تاجروں اور دوسرے اونچے طبقوں میں آپ کے ہزاروں عشاق پیدا کر دیئے جو خالص دنیا دار تھے۔ آپ کی صحبت کے سبب وہ اللہ والے بن گئے۔

۲۲ نومبر ۱۹۶۷ء کو آپ نے حج کی غرض سے بحری سفر اختیار فرمایا اور ۲۵ نومبر ۱۹۶۷ء کو جہاز پر ہی انتقال ہو گیا۔ مکہ مکرمہ میں آپ کو دفن کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ مگر منشائے ایزدی کے تحت آپ کو سمندر کے حوالے کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

GEOFMAN

Geofman

اس نشان کا تعاقب
آپ کو معیاری
ادویات کی
وسیع کائنات سے روشناس کراتا ہے۔

جافمین فارماسیوٹیکلز
(معیاری ادویہ سازی کا معیاری ادارہ)
۱۹۔ ویسٹ وارف، کراچی
ٹیلیفون۔ ۲۰۱۱۱۷، ۲۰۱۱۱۶، ۲۰۱۱۱۵

GEOFMAN

19, West Wharf, Karachi.